ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

فلاحی ریاست کا تصور: اسلامی اور مغربی تعلیمات کا تقابلی جائزہ

The Concept of the Welfare State: A Comparative Review of Islamic and Western Teachings

Dr. Irshad Hussain
Lecturer Islamic Studies Department Sir Syed College Multan
Dr. Allah Ditta
Assistant Professor FG Degree College for Women Multan Cantt
Email: profabughufran475@gmail.com
Hafiz Muhammad Sharif
Ph.D. Scholar Islamic Studies Department GCU Faisalabad
Email: badri.sharif786@gmail.com

Abstract

This article intends to compare the concept of welfare state according to Islamic and western teachings. If we look at the countries of the world today, the same voice is heard everywhere that the welfare state is the guarantee of success. The concept of the welfare state is found almost everywhere in the world and in different religions, different countries and different nations. The first basic requirement of a welfare state is the need for knowledge. Every state pays special attention to it. Education is the most basic need in a welfare state and plays an important role in the development of a welfare Islamic state. It is also important for an Islamic state to implement Islamic limits and punishments in its state. Furthermore, In the light of Islamic teachings, which issues are mandatory to be considered a Islamic welfare state? And what are the foundations for a welfare state? All these things will be mentioned according to Islamic and western teachings as well in this research paper. These types of questions are answered in this article and conclusions have been drawn with the help of historical and analytical research.

Key Words: - *Welfare State, Islamic teachings, Western Ideology, Rights, Islam.*

تمہید

آج دنیا کے ممالک پر نظر دوڑائی جائے تو یہی آواز ہر طرف سنائی دیتی ہے کہ فلاحی ریاست ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔اور فلاحی ریاست کا تصور مختلف ادیان اور مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے مابین مختلف قسم کا پایا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی فلاحی ریاست میں کن کن امور کو مد نظر رکھا جاتا ہے؟ اور فلاحی ریاست کے لیے کون کون سی بنیادوں کا ہونا ضروری ہے؟ ان سب چیزوں کا آنے والی سطور میں ذکر کیا جائے گا۔ فلاحی ریاست کی سب سے پہلی بنیادی ضرورت علم کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی ریاست اس پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ فلاحی ریاست میں تعلیم سب سے بنیادی ضرورت ہوتی ہے اور فلاحی اسلامی ریاست کی ترقی کیلئے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسلامی ریاست کے لیے یہ بات بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی ریاست میں اسلامی حدود اور تعزیرات کا نفاذ بھی کرے۔ ان تمام امور کو آنے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

والے صفحات میں ذکر کیا جائے گا۔

فلاح کا مفہوم

فلاحی فلاح سے ماخوذ ہے جس کا مفہوم عام طور پر کامیابی و کامرانی بتایا جاتا ہے۔ کامیابی و کامرانی کا مفہوم ادا کرنے کے لیے اس کے علاوہ بیسیوں الفاظ موجود ہیں جیسے فوز، نجاح، ظفر وغیرہ لیکن اہل لغت نے فلاح کی تشریح کرتے ہوئے اسی مفہوم پر اکتفا نہیں کیا، اس کی ایسی تشریح کی ہے جس سے اس کی امتیازی حیثیت نمایاں ہوتی ہے۔

ابن منظور افریقی رقم طراز ہیں:

فلح، الفلح والفلاح، الفوز والنجاة والبقاء فی النعیم والخیر۔[1]

"فلاح سحری کا کھانا، چھٹکارا، فتح مندی، زندگی اور خیر کی بقاء ہے"۔

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ نے فلاح کا معنی "کامیابی" کیے ہیں اور یہ دو قسم دنیوی و اخروی فلاح پر ہیں۔ دنیوی فلاح ان سعادتوں کو حاصل کر لینے کا نام ہے جس سے دنیوی زندگی خوشگوار بنتی ہے۔ یعنی بقاء مال و عزت اور دولت فلاح اخروی چار چیزوں کے حامل ہو جانے کا نام ہے۔ بقاء بلا فنا، غنا بلا فقر، عزت بلا ذلت اور علم بلا جہل۔[2]

فلاحی ریاست کا مفہوم

آکسفورڈ یونیورسٹی میں ویلفیئر سٹیٹ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے کہ:

"State one having national health, insurance, and other social services, work, efforts to make life worth living for employees etc."[3]

تسلی بخش حالت، مستحکم اور خوشحال ریاست وہ ہے جس میں قومی صحت بیمہ (کی رقم) کا اطمینان اور دوسری سماجی خدمات کے علاوہ ملازمین کی زندگی کو خوشحال بنایا جاسکے۔

"The term social welfare signifies the total well-being of the individual, the basic economic necessities, high standard of health, decant living conditions, equal opportunities with his fellow citizens and self-respect".[4]

---

[1] ابن منظور افریقی، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ج ۳، ص ۴۸۴

[2] اصفہانی راغب، مفردات الفاظ القرآن، کراچی، مہر محمد کتب خانہ، ۲۰۰۸ء، ۱/ ۱۳۵

[3] The Oxford American Dictionary of Current English, Published Oxford University Press, New York, 1999, p 1457

[4] Fink Arther, The field of social work, London, fifth edition, 1968, P.65

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

1. فلاحی ریاست کے بارے میں بھی مختلف آراء میں کچھ لوگ اس بات کی طرف چلے گئے ہیں کہ فلاحی ریاست میں مذہب کو فوقیت حاصل ہونی چاہئے جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سماجی وفلاحی ریاست میں تمام شہریوں کو یکساں حقوق اور ضروریات میسر ہوں۔
2. فلاحی ریاست میں تعلیم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، تعلیم بنیادی ضروریات کی پہلی سیڑھی ہے۔

سماجی فلاح وہ ہے جو ہر فرد کی کلی طور پر خوشحالی، بنیادی معاشی ضروریات، اعلیٰ طبی معیار، معقول رہن سہن کے اطوار دوسرے شہریوں کے ساتھ یکساں مواقع اور عزت نفس فراہم کرنے کی ضامن ہو۔[5]

بروس(Bruce)فلاحی ریاست کے سلسلے میں رقمطراز ہیں کہ:

"It is being realized that free and compulsory education up to modern state."[6]

یہ محسوس کیا جارہا ہے کہ جدید ریاست میں بنیادی تعلیم کا مفت اور لازمی انتظام اس کے پروگرام میں شامل ہے۔

عصر حاضر میں فلاحی ریاست کا مفہوم یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ریاست جو شہریوں کی تمام بنیادی ضروریات کی فراہمی اور مادی فلاح وبہبود کا انتظام کرتی ہو۔ خوراک، لباس، رہائش، تعلیم اور صحت عامہ وغیرہ۔ سب اس کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ اس فلاحی ریاست کے یہ عناصر اسلامی ایجابی ریاست کے نمایاں ارکان بھی ہیں۔

اس ضمن میں کوئی فرق ہے تو یہی کہ مغرب میں ان تصورات کی تاریخ زیادہ سے زیادہ تین سو سال پرانی ہے اور اس کا عملی نفاذ تو ماضی قریب کی بات ہے۔[7]

اسلام درحقیقت خوشحالی کا ایسا نظام بروئے کار لانا چاہتا ہے کہ جس کے سایہ میں ہر انسان کو اس کی لازمی ضرورت کے مطابق کھانے پینے، رہنے سہنے اور زندہ رہنے کا سامان میسر آئے اور جس میں پھل پھول کی بہار بھی نظر آئے۔

اسلامی ریاست کا نظام پرمن جانب اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو خلیفہ کی حیثیت سے اس دنیا پر مبعوث کیا تھا اور اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے اور خلیفۃ اللہ کی ذمہ داری فلاحی ریاست کے حوالہ سے یہ ہے:

ائمۃ الناس والولاۃ علیھم، وبھم تصلح البلاد و تخضع لھم العباد وقد فعلہ تبارک وتعالیٰ۔[8]

---

[5] Fink Arther, The field of social work, London, Fifth Edition, 1968, P: 65

[6] Bruce¸ Maurice, The coming of the welfare state, great Britain by William Clowes and sons ltd, London, 1968, P. 02

[7] The New Encyclopedia Britannica, Printed in U.S.A, The University of Chicago, 15th edition, 1986, P. 422

[8] ابن کثیر، عماد الدین، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، الریاض: دارالسلام للنشر والتوزیع، طبع اول، ۱۹۹۸ء، ص۹۴۸

امت کے ارکان کو روئے زمین کی خلافت وحکومت دی جائے کی جو دنیا میں صحیح تمدن کو پھیلائیں، بدامنی دور ہو کر امن قائم ہوگا، بندگانِ خدا ان کی حکومت کی اطاعت کریں گے، یہ وعدہ پورا ہو چکا ہے۔

اسلام جس طرح زندگی کے تمام شعبوں میں فلاح وخیر کا داعی ہے اسی طرح ریاست کی بھی فلاح بنیادوں کو تشکیل دینے کا حکم دیتا ہے۔ عوام اور رعایا کی بنیادی ضروریات کی تکمیل اور ان کی فلاح وبہبود کو ریاست کے اہم فرائض میں شامل کرتا ہے اور ایسی ہی ریاست کو فلاح ریاست سے تعبیر کرتا ہے جو پورے معاشرے کی ترقی وخوشحالی کی ضامن ہو اور جہاں ہر شخص امن اور سکون کے ساتھ ہر قسم کے ظلم واستحصال سے محفوظ رہ کر اپنے حقوق حاصل کر سکے۔ اسلام جو عالمگیر دعوت اور ہمہ گیر انقلاب کا داعی ہے اور دنیائے انسانی کی صرف معاشی فلاح وصلاح کا ہی خواہش مند نہیں ہے بلکہ روحانی، مذہبی، اخلاقی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی غرض ہر قسم کی دینی ودنیوی فلاح وبہبود اور رشد وہدایت کا علمبردار ہے۔[9] ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری فلاح کا تصور کا مفہوم کچھ یوں بیان کیا ہے:

ان اقدار کی بدولت، جو اسلامی معاشرے کی رہنمائی کرتی ہیں، حاصل ہونے والے مقصد کو قرآن مجید میں فلاح کے تصور سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی روحانی، اخلاقی، جسمانی، معاشی اور سیاسی شعبوں کی فلاح۔ اس اسلامی معاشرہ کو مکمل فلاحی Total Welfare Society بناتا ہے۔[10]

یہ فلاح واضح طور پر براہ راست فرد اور معاشرہ دونوں سے متعلق ہے۔ پھر اسلام اجتماعی فلاح Collective Welfare کا ایک ہمہ جہتی تصور رکھتا ہے۔ پس یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بحیثیت خلیفۃ اللہ، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں شہریوں کے تمام حزن وخوف (بشمول معاشی) دور کرے اور اس زمین کو جنت ارضی بنادے۔

فلاحی ریاست کی مستحکم بنیادیں:

ذیل میں فلاحی ریاست کی بنیادوں کا تعارف کراتے ہیں:

ا۔ اخلاقی فلاح:

انسان نہ صرف روح کا نام ہے نہ فقط جسم کا، بلکہ دونوں کے مجموعے کو انسان کہا جاتا ہے۔ اس لیے بنیوع انسان کا ابدی اور عالمگیر دین وہی ہو سکتا ہے جو دونوں کی نشوونما اور بالیدگی کا ضامن ہو، دونوں میں محاذ آرائی کو ختم کرے اور ان میں ایسی ہم آہنگی پیدا کردے کہ دونوں ایک ہی راہ پر ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں رہیں۔ جب انسانی روح کا ربط وتعلق اللہ تعالیٰ سے بڑھتا ہے تو وہ فلاح اور نیکی سے ہمکنار ہوتی ہے۔

---

[9] سیوہاروی، حفظ الرحمن، مولانا، اسلام کا اقتصادی نظام، لاہور: ادارہ اسلامیات، طبع اول، ۱۹۸۱ء، ص ۲۴

[10] Ansari, FazlurRehman, Dr., The Quranic Foundations and Structure of Muslim Society, Publisher, World Federation of Islamic Missions, Islamic Centre Karachi, 1977, V-1, P. 192

اسلامی ریاست بنانے کا مقصد سرداری نظام قائم کرنا نہیں بلکہ اس سلسلہ میں علامہ مبارک نے اسلامی ریاست کے قیام کے اسباب و مقاصد کا تعین کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے:

اسلامی حکومت کا ہدف صرف حکومت کرنا نہیں اور نہ ہی صرف مال و دولت کا جمع کرنا ہے اور نہ ہی عسکری اور نظامی قوت حاصل کرنا ہے بلکہ اسلامی حکومت کا بنیادی ہدف دنیا میں نوع انسانی کو غیر اللہ کی غلامی سے آزاد کرنا ہے اور خضوع اور عاجزی کے ساتھ انسانوں کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ بنانا ہے۔ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرنا ہے اس لیے کہ اسلامی حکومت میں انسانی اور اخلاقی ہدف مقدم ہے جب کہ مذکورہ تمام (امور) اخلاقی اندازوں اور اقدارت کے تابع ہے۔[11]

اسلامی ریاست کے قیام کے فرائض میں دو اہم مقاصد ہیں:

1. اسلامی قوانین کا نفاذ
2. حدود اللہ کا نفاذ

اسی طرح علامہ عمر نسفی رحمہ اللہ اسلامی حکومت کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر لکھتے ہیں کہ:

والمسلمون لا بدلهم من امام يقوم بتفيذ احكامهم، واقامة حدودهم۔[12]

"مسلمانوں کے لیے ایک ایسا حاکم ضروری ہے جو ان پر احکام خداوندی نافذ کرے اور حدود قائم کرے"۔

تمام مسلمانوں کے لیے عموماً اور اجتماعی وسیاسی اشخاص کے لیے خصوصاً ضروری ہے کہ خود کو پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کریں اور اپنی رعایا کو بھی اس سے مزین کریں۔ اس کے بغیر اسلامی ریاست کی بنیادیں مضبوب اور مستحکم نہیں ہو سکتیں۔

قرآن کریم اور سنت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق و فرائض کا سارا سلسلہ ایمان اور اخلاقی اقدار سے سے وابستہ ہے۔ اخلاقی اقدار ایمان کا لازمہ ہیں۔ اسی لیے اسلام نے اخلاقی اصول وضوابط کا ایک جامع نظام مرحمت فرمایا ہے۔ اخلاقیات کی تعلیم میں چند اصول ایسے ہیں جو حاکم اور رعایا کی روحانی واخلاقی تربیت کر کے اسے صحیح جہت میں آمادہ عمل رکھتے ہیں۔

حاکم وقت جو بھی ہو اس کے لئے اعلیٰ اخلاقی صفات نے متصف ہونا ضروری ہے۔ وہ نیک ہو، بااخلاق ہو، صاحب کردار ہو کیونکہ اعلیٰ صفات کی بدولت بادشاہ وقت کو پذیرائی ملتی ہے۔[13]

علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

مندرجہ بالا صفات حسنہ سے متصف ہونا اور صفات سیئہ سے بچنا حاکم وقت اور رعایا کے لیے جن صفات کا ہونا ضروری ہے۔

---

[11] مبارک محمد، نظام الاسلام الحکم والدولۃ، بیروت لبنان، ص ۱۴۳

[12] التفتازانی، سعد الدین، شرح العقائد النسفیۃ، ادارہ احیاء التراث قطر، س۔ن، ص ۱۱۰

[13] شیزری، عبد الرحمن، المنہج السلوک فی سیاسۃ الملوک، مکتبۃ المنارہ اردن، س۔ن، ص ۲۴۱

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

اس بارے میں امام ماوردی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

أن يهتم بمراعاة أخلاقه واسلاح شيمه لأنها آلة سلطانه وأس امراته۔[14]

حاکم اور بادشاہ پر لازم ہے کہ اپنے اخلاق وعادات کی اصلاح کا اہتمام کرے کیونکہ اس کے اخلاق وعادات اس کے غلبے کا ذریعہ اور اس کی حکومت کے لیے بنیاد ہے۔

اخلاقی فلاح کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاست میں اخلاقی اقدار کی حکمرانی اور ترویج ہو اور بدامنی، فساد، فحاشی وعریانی اور دیگر اخلاقی برائیوں کا انسداد ہو تاکہ عوام الناس حقیقی معنوں میں اسلام کی اصل روح سے بہرہ ور ہو۔

۲۔ علمی فلاح:

حصول تعلیم انسان کا دینی فریضہ ہے۔ اس اعتبار سے تعلیم کا نصب العین فرد کی تعمیر سیرت ہے جس سے وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر کائنات کے لیے رحمت ثابت ہو سکے۔ اسلام ایسے افراد چاہتا ہے جو انفرادی طور پر اس عظیم مقصد کے ساتھ وابستگی رکھتے ہوں اور اجتماعی طور پر اسلامی ریاست کے اچھے شہری ثابت ہو سکیں کیونکہ وہ نظام تعلیم جس سے مقاصد ریاست پورے نہ ہوں۔ اجتماعی نظم کے لیے مہلک ثابت ہوتا ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے سربراہ مملکت کا علم وتجربہ نظم ونسق مملکت کو چلانے کی صلاحیت اور معاملہ فہم ہونا ضروری ہے۔[15] ابن خلدون کے نزدیک علم کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر امام عالم نہ ہوگا اور شرعی احکام سے اس کو واقفیت نہیں ہوگی تو وہ ان کو جاری نہیں کر سکے گا۔[16] عصر حاضر میں یہ مقصد تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب فلاحی ریاست کا سربراہ تعلیم کی ترویج کے لیے ہمہ گیر اور مفت اہتمام کرے تاکہ لوگ زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر ملک وملت کے لیے کارگر ثابت ہوں۔

اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں تعلیم کو اولیت حاصل ہے۔ تعلیم کے حوالہ سے نبی پاکؐ اور خلفاء راشدین کی سیرت قابل عمل ہے۔

حضور ﷺ نے مختلف صوبوں میں مقرر والیان اور گورنروں کو بھی یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں تعلیم کا بندوبست کریں۔ نظم تعلیم کے لیے مدینہ منورہ سے رسول اکرم ﷺ نے معاذؓ بن جبل کو ناظر تعلیمات بنا کر یمن اور حضر موت بھیجا جہاں وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں دورہ کیا کرتے اور مدارس کی نگرانی وانتظام کرتے۔

وبعث معاذ بن جبل رضى الله عنه معلما لأهل البلدين: اليمن وحضر موت[17]

”صفہ کے فارغ التحصیل صحابہؓ میں مبلغ اسلام، معلم، محدث، قاضی، منتظم اعلیٰ، ماہر فن سپہ کاری اور فاتح وغیرہ

---

[14] الماوردی، أبو الحسن، علی بن محمد بن حبیب، نصیحۃ الملوک، بیروت: دار النھضۃ، س۔ن، ص ۱۵۰

[15] الماوردی، ابو الحسن، احکام السلطانیۃ، بیروت: دار ارقم، ص ۱۳

[16] ابن خلدون، عبد الرحمن، مقدمہ ابن خلدون، کراچی: نفیس اکیڈمی، ج ۲، ص ۶۸۸

[17] ابن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج ۲، ص ۲۴۷

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

شامل تھے"۔

مذکورہ بالا بحث سے علمی فلاح کی اہمیت اور ضرورت آشکارہ ہوتی ہے کہ اسلامی تعلیم کے ذریعے (Human Capital) کی ترقی کو کس قدر اہمیت دیتا ہے جو کہ دیگر اقوام کے لیے ایک نیا تصور ہے۔ جب کہ مسلمان اس کی اہمیت سے صدیوں پہلے آشنا تھے۔ عروجِ اسلام کے دور میں قرطبہ، بغداد اور دوسے بلاد اسلامیہ میں اسلامی جامعات نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے تمام شعبوں میں شاندار تحقیق و تجسس کا کام کیا جو آگے چل کر یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مدد ومعاون ثابت ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آباو اجداد کے علمی ورچہ کو دوبارہ اختیار کریں۔

۳۔ سیاسی وسماجی فلاح:

اسلامی ریاست کی سیاسی و سماجی فلاح کی مستحکم بنیادوں کا ہونا ضروری ہے۔ کوئی بھی انسانی گروہ بنیادی ضروریات کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتا ہے۔ امام غزالی نے سیاسی و سماجی فلاحوں کا تعین کیا ہے اور انہوں نے چار بنیادی ضروریات ذکر کی ہیں۔ امام غزالی رحمہ اللہ نے انسانی زندگی کے بارے میں چار اصول بتائے ہیں جو بڑی اہمیت کے حامل ہیں:

1. خوراک کی مشکل حل کرنے کے لیے زراعت
2. لباس کی مشکل کے لیے کپڑے کا بننا
3. سکونت کی مشکل کے لیے تعمیرات
4. اور آپس میں محبت والفت اور اجتماعی زندگی میں ایک دوسرے کے تعاون کے لیے سیاست[18]

اسلامی ریاست میں دین زندگی کے تمام سیاسی، سماجی، تمدنی، اخلاقی اور اقتصادی منصوبوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ دین صرف عقائد کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ زندگی کا ایسا انفرادی اور اجتماعی نظام ہے۔ جو روح کی اصلاح اور بدن کی فلاح دونوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی ضرورت کی تکمیل کے لیے اسلامی ریاست ہر پہلو میں اجتماعی ترقی کو پوری توجہ دیتی ہے تاکہ سیاسی نظام مستحکم رہے۔

اس ضمن میں علامہ محمد مبارک لکھتے ہیں:

وذلک أنها لم تقتصر فی وظائفها کم اسبق بیان ذلک حفظ الأمن والدفاع بل تجاوتها الی أبداف ایجابیة وتوجیهیة فی میدان الاقتصاد والعلم وسائر الموافق النافعة للناس بوجه عام[19]

"اور یہ اس لیے کہ اسلامی حکومت اپنے وظائف میں صرف امن رکھنے اور دفاع کرنے پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ اسلامی حکومت اقتصادی میدان، علم اور دوسرے المنفعت امور میں بطریقہ عمومی ایجابی اہداف رکھتی ہے"۔

---

[18] امام غزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، مصر: مکتبہ مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۳۹ء، ج۱، ص ۱۲

[19] مبارک محمد، نظام الاسلام الحکم والدولۃ، ص ۱۴۳

ملک میں جب خلیفہ مقرر ہو جاتا ہے تو وہ اپنی عمدہ سیرت کا عملدرآمد کرتا ہے۔ سرکش لوگ اس کے فرمانبردار اور بادشاہ اس کے مطیع ہو جاتے ہیں تو اللہ کی نعمت کامل ہو جاتی ہے۔ شہر میں سکون اور لوگوں کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔[20]

انسانی معاشرہ کی مستحکم بنیادوں پر تنظیم کے لیے صرف احکام و قوانین کا نفاذ یا عدلیہ قیام ہی کافی نہیں بلکہ عوام الناس کی علمی وفکری معیار کو بہتر بنانا اور انسانی رویہ میں مثبت تبدیلی اور تعمیری و تخلیقی صلاحیتوں کو اجارت کرنا بھی ضروری ہے۔

سیاسی فلاح کے ضمن میں یہ امر بھی ناگزیر ہے کہ لوگوں کو ان کے شہری حقوق دیئے جائیں۔ اگر حکومتی سطح پر کوئی غلط کام ہو رہا ہو تو عوامی احتساب کا حق انہیں حاصل ہو اور حکومتی امور کی انجام دہی میں ان کو شریک کیا جائے۔

حضرت عمر کی بصیرت اس نتیجے تک پہنچی تھی کہ عوام کی خدمت اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جب سرکاری اہلکار راہ راست پر ہوں۔ اس لیے وہ سارا زور انہی کو راہ راست پر رکھنے کی پالیسی پر صرف کرتے تھے۔ جب امیر خود حدود فراموشی اور ناحق کاروائیاں کرنے لگتا ہے تو پھر ماتحت بھی اسی کے نقش قدم پر چلنے لگتے ہیں[21]

حکمران اگر اپنی تمام صلاحیتیں عوام کی خدمت میں صرف کرتا ہے تو وہ اس امانت سے بھی عہدہ برا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اجر و ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے۔

معاشرہ میں نسل انسانی کا اجتماع مناسب تنظیم اور قومی زندگی کے نظام کا مطالبہ کرتا ہے۔ جس میں ایک علاقہ کے افراد اپنے مفاد اور تحفظ کے لئے باقاعدہ طور پر باہم مربوط ہوتے ہیں کسی مقصد کے حصول کے لئے مسلسل کوشش کی جاتی ہے۔ مجموعی طور پر عزت و احترام مال اور جان کا تحفظ اسی طرح اہم ہے جس طرح کہ انفرادی طور پر ہے، لیکن بااختیار لوگ اپنے ذاتی مفاد کے لئے جہد مسلسل میں مگن رہتے ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ کمزوروں پر برتری حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حکمرانوں میں سے کوئی بھی ایسے انصاف کا خواہش مند نہیں ہے جس میں اس کے اپنے حقوق پامال ہونے کا خدشہ ہو۔ حکومت نے کبھی بھی تعلیم، حفظانِ صحت یا رہائشی الاؤنس کو حق قرار نہیں دیا ہے۔ ہم تصور کر سکتے ہیں کہ دراصل پالیسی یہ ہے کہ کوئی شخص ان مفادات کو بطور حق حاصل نہیں کر سکتا۔ جبکہ کچھ دوسری اقوام ان خدمات اور مفادات کو حق قرار دیتی ہیں جن سے اکثر اوقات امریکہ اور دوسرے ممالک کے مابین ایک اہم اور دلچسپ تقابل سامنے آتا ہے۔[22] ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور دیگر اقتصادی جدید ممالک میں سماجی کام کے شعبہ میں، اپنے جمع شدہ ذرائع اور دستیاب خدمات کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر کے انسان کے سماجی کام کاج کے فروغ کو دیکھا گیا ہے۔ آیا کہ وہ افراد گروہوں میں یا معاشرہ میں ہوں۔ کچھ مصنفین ایک ادارہ کے طور پر سماجی کام کی خصوصیات رکھتے ہیں جو کہ معاشرہ کے دوسرے اداروں کے کام مکمل اور مؤثر طریقہ فراغ دیتی ہیں۔ بین الذاتی یا بین الگروہی تعلقات کے وسعت عمل پر زور دیا گیا ہے اور اس بات پر کہ ان کو کیسے انفرادی طور پر تسلی بخش، باہمی طور

[20] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، ج۱، ص ۹۴

[21] غازی حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت، ص ۱۱۳

[22] An introduction to the policy process, theories, concepts and models of public policy making, P 203

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

پر فائدہ مند اور سماجی طور پر نتیجہ خیز بنانا ہے۔[23]

حکومتی سطح پر شہریوں کی ضروریات اور خواہشات کو ترجیح دی جائے۔ خدمت عامہ کے محکمہ کو سعت اور ترقی دی جائے، یہ یقیناً شہریوں کے لئے امن وسکون اور خوشحالی کا باعث ہوگا۔ عوامی خدمات، کسی مقصد کے حصول، شخصیت کی بہتری اور مؤثر ملکی ترقی کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ موجودہ حالات میں ملکی ترقی اور خوشحالی کے لئے پیداواری مواقع اور عمدہ ترین حکمرانی کا ہونا نہایت ضروری ہے لہذا اس کے مطابق پالیسیاں تشکیل دی جائیں۔ حکمت عملی یا حکومتی پالیسی کا حالات و تقاضوں کے مطابق ہونا ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ گڈ گورننس یعنی اچھی حکومت بھی ہو۔ بہترین فلاحی ریاست کے کیلئے بہترین طرز حکومت ضروری ہے۔

انفرادی آزادی اور انسانی عظمت اعلیٰ ترین صفات ہیں۔ بشرطیکہ ذمہ داری مسلمہ حقیقت پر مبنی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فیصلہ ساز، حاصل شدہ مواقع اور اہلیتوں کے پیش نظر مختص شدہ رقم کو استعمال کرسکتے ہیں لیکن اس کے نتائج انہیں خود بھگتنا ہوں گے۔ صلاحیتوں اور مواقع تک منصفانہ رسائی کے لئے ضروری ماحول اور صاف ستھری حکومت مہیا کرنا معاشرہ کی ذمہ داری ہے۔[24]

بنیادی ضروریات جو لوگوں کو زندہ رہنے کے لئے درکار ہوتی ہیں اس کی براہ راست ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے، ان ضروریات میں سستی تعلیم، صحت، روزگار، انصاف کی فراہمی، امن وامان، زندگی کا تحفظ، ڈراور خوف کے بغیر ماحول، خوراک کی فراہمی، نقل وحمل کی سہولیات، آمدنی اور مہنگائی کے درمیان توازن وغیرہ شامل ہیں۔ عام فرد ان تمام ضروریات میں کوئی بہت زیادہ سہولتوں کا خواہش مند نہیں ہوتا، لیکن حکومت سے اس قدر توقع ضرور رکھتا ہے کہ وہ اسے باعزت اور پروقار طریقے سے زندہ رہنے کا موقع فراہم کرے۔

کسی مملکت کی ترقی واستحکام کا دارومدار اس ملک کے نظریہ سے وابستگی، اس کی معاشرہ، معاشی، سیاسی اور دفاعی صورت حال پر ہوتا ہے، اگر وہ مملکت اپنے بنیادی نظریہ اور قومی نصب العین پر قائم ہے، اندرونی اور بیرونی خلفشار سے محفوظ ہے، معاشی ترقی کی راہ پر گامزن ہے، اس میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہے، عوام اور حکومت کے درمیان محبت اور اعتماد کا رشتہ قائم ہے اور وہاں باشندوں کی مادی اور روحانی ضرورتوں کی تکمیل کا پورا انتظام موجود ہے تو وہ مملکت ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہے، اس کی سالمیت اور استحکام کو کوئی خطرہ نہیں اور وہ اپنے قومی نصب العین سے وابستہ ہو کر ترقی وفلاح کی شاہراہ پر گامزن ہوتی اور پھلتی پھولتی ہے۔

اسلام محض ایک مذہب نہیں ہے بلکہ وہ انسانیت کو ایک مکمل ضابطہ حیات عطا کرتا ہے جس میں انسانیت کے لئے ہر مسئلے کا حل موجود ہوتا ہے ریاست کا مقصد اللہ اور رسول ﷺ کے دیئے گئے قرآن وسنت کے مطابق اصول وضوابط کو تشکیل دینا ہے۔ بعض اوقات نظام سے باہم متماثل ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس سے جدا ہوتے ہیں لیکن اسلام ہمیشہ مستقل اور منفرد نظام رہا ہے۔ جس کا کسی

---

[23] Encyclopedia of Social Welfare, Vol:01, P 175

[24] MunawarIqbal, Islamic Economic Institutions and the Elimination of poverty, published, the Islamic Foundation book, Leicester, UK, 2002, P 43

دوسرے نظام سے کوئی تعلق، واسطہ یا اپنائیت نہیں رہی ہے۔ اسلام نظام کے بنیادی اصول وضوابط دوسرے نظاموں سے مجموعی طور پر مختلف ہیں جیسا کہ اس کا بنیادی اصول ہے۔[25]

ارشاد خداوندی ہے:

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ[26]

”کم صرف اللہ ہی کا ہے اس نے یہ حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت مت کرو یہی سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“۔

جب اللہ تعالیٰ ہی اقتدار اعلیٰ اور قانون ساز ہیں تو قانون کے طور پر اختیار کرنا چاہیے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر محی الدین اسلام کے بنیادی اصولوں کو اولیت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اسلامی حکومت میں سیاست کی بنیاد قرآن کے بنیادی اصولوں پر استوار ہوتی ہے جو انسانی زندگی کے ہر لائحہ عمل میں کار آمد اور قابل عمل ہوتے ہیں۔ اس لیے آج بھی اسلامی نظریہ کو انسانی مسائل حل کرنے میں جو کامیابی حاصل ہو سکتی ہے وہ کسی بھی مغربی سیاسی نظریے سے ممکن نہیں۔ ہمارا یہ ایمان اور اعتقاد ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اختیار کردہ سیاسی، معاشرتی اور اخلاق اصول ہی اسلامی ریاست کے بنیادی مدار ہیں انہیں اصولوں پر اسلامی حکومت کی بنیاد کھڑی کی جاتی ہے۔"[27]

ہر حکومت خواہ اسلامی یا غیر اسلامی، حکومت کے اصول وضوابط کی روشنی میں بنتی ہے اور بننے کے بعد بھی اصول وضوابط کی روشنی میں اپنے فرائض کو پورا کرتی ہے۔ اسلامی حکومت کہ ایک نظریاتی حکومت ہے تو یہ الٰہی قانون کے مطابق بنے گی اور بننے کے بعد بھی انہی قوانین کی روشنی میں اپنے فرائض بجالائے گی۔

انسانی ضروریات اگرچہ بے شمار ہیں تاہم قرآن نے آدم علیہ السلام کی پیدائش کے وقت ہی ان کی کم از کم تحدید کا اعلان ان الفاظ میں فرمادیا تھا۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۙوَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰي ۙ[28]

”بلاشبہ یہ تمہارا حق ہے کہ تم یہاں نہ بھوکے رہو اور نہ ننگے اور یہ کہ تم نہ پیاسے رہو اور نہ دھوپ کی تپش اٹھاؤ“۔

آنحضرت ﷺ نے بھی انسان کی بنیادی ضروریات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

---

[25] Leghari, Zaheeruddin, concept of Islamic system of Government and Judiciary, perspective Shari, ah, Shariah academy internation Islamic University Islamabad, 1:IV, June 2003, P 24

[26] القرآن، یوسف، ۱۲: ۴۰

[27] قاضی، ڈاکٹر، محی الدین، محمد، محسن کائنات ﷺ، اسلام وجدید مسائل، لاہور: مطبع قاضی اینڈ قاضی دفاتر قانون، س۔ن، ص ۱۴۰

[28] غازی حامد الانصاری، اسلام کا نظام حکومت، ص ۱۱۳

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

ليس لابن آدم حق في سوى هذه الخصال بيت يسكنه وثوب يوارى عورته وجلف الخبز والمأء۔[29]

”آدم کے بیٹے کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کے لیے ایک گھر ہو جس میں وہ رہ سکے، کپڑا ہو جس سے وہ اپنا جسم ڈھانپ سکے“۔

آپ ﷺ کو مسلمانوں کی معاشی وفلاح کس قدر مطلوب تھی اس کا اندازہ اس دعا سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

اللهم انهم حفاة فاحملهم اللهم انهم عراة فاكسهم اللهم انهم جياعٌ فاشبعهم۔[30]

”اے اللہ یہ لوگ پیدل ہیں انہیں سواریاں عطا کر، اے اللہ یہ لوگ ننگے ہیں ان کو کپڑے پہنا دے، اے اللہ یہ لوگ بھوکے ہیں ان کے پیٹ بھر دے“۔

معاشی فلاح کے حصول میں اسلامی ریاست کی ذمہ داریاں ہمہ گیر نوعیت کی ہیں۔ یہ نہ صرف لوگوں کی بنیادی ضرورت (جیسے تعلیم، صحت، رہائش، پینے کا صاف پانی، صفائی (Sanitation) وغیرہ مہیا کرنے کی ذمہ دار ہے بلکہ وہ معیشت کا نظام ان خطوط پر استوار کرتی ہے کہ معاشرہ سے استحصال اور ظلم کا خاتمہ ہو اور کوئی فرد ایسا نہ رہے جو بھوک، افلاس یا بے روزگاری کا شکار ہو۔ لہٰذا اسلامی ریاست حکومتی اور عوامی سطح پر سادہ معیار زندگی کو فروغ دینے کے لیے بھرپور کوشش کرے۔ فلاحی ریاست کا اولین تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی بنیادی ضروریات کی کفیل ہو، ہر وہ ضرورت بنیادی ضرورت کہلاتی ہے جس کی تکمیل پر کسی انسان کی زندگی کا انحصار ہو۔

نتیجہ بحث

معاشرہ میں امن وامان اور خوشحالی قائم رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ مختلف معاشروں پر ایک حکومت قائم ہو جو اصول و قوانین کے مطابق ان لوگوں کو نہ صرف حق دے بلکہ زندگی کی جملہ سہولیات کا بندوبست بھی کرے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں فلاح وخیر کا تصور پایا جاتا ہے۔ ریاست کے لئے فلاحی ریاست کا نعرہ تو مختلف معاشروں میں لگایا جاتا ہے مگر فلاح وخیر کا تصور ہر ملک اپنے اپنے تصورات اور نظریات کی روشنی میں طے کرتا ہے۔ مغربی ممالک میں فلاحی ریاست سے مذہب کو نکال دیا گیا ہے جبکہ اسلام وہ واحد دین ہے جس میں فلاح وخیر کا تصور وسیع معنوں میں موجود ہے۔ ریاست ہر شہری کے حقوق و فرائض کا تعین بھی کرتی ہے اور ان کو بنیادی ضروریات بھی پہنچاتی ہیں۔ اسلام میں حاجات وضروریات کے طے کرنے کا بھی ایک پیمانہ وضابطہ مقرر ہے۔ بنیادی ضروریات کو شریعت میں مقاصد شریعہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی کو فلاحی ریاست سے تعبیر کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ فلاحی ریاست کی تعبیر میں اسلامی و مغربی اصولوں میں کافی فرق ہے۔ مغرب کا موجودہ اخلاقی نظام جو کہ مادر پدر آزاد معاشرہ پر قائم ہے جبکہ اسلام کے اخلاقی نظام میں اصول و ضوابط ہیں جن کے مطابق ریاست عوام کو اخلاقی تعلیم مہیا کرتی ہے۔

---

[29] القرآن، طٰہٰ ۲۰: ۱۱۸۔ ۱۱۹

[30] ابی داود، سنن ابی داوٗد، کتاب الجہاد فی نقل السریۃ تخرج من العسکر، رقم الحدیث، ۲۷۴۷